

# نیکی میں مقابلہ

از افکار

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال

مکتبۃ الفقیر کراچی

## حُقُوقِ الْحَسِيبِ حَفُوظاً

|          |   |  |
|----------|---|--|
| نام کتاب | : | نیکی میں مقابلہ  |
| تالیف    | : | حَفَظَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنِ الْمُنَاهَدِينَ حَمْدَللهُ أَطْهَرَنَا مِنَ الْكُفَّارِ صَاحِبُ |
| صفحات    | : | 28   |
| تعداد    | : | 1100   |
| اشاعت    | : | سوم  |
| سن اشاعت | : | 2014   |
| ناشر     | : | مَكَتبَةُ الْفَقِيرِ   |
| فون نمبر | : | 0322-2181020   |
| ویب سائٹ | : | <a href="http://www.islamicessentials.org">www.islamicessentials.org</a>                       |
| ای میل   | : | info@islamicessentials.org   |

ملئے کا پتہ

مَكَتبَةُ الْفَقِيرِ

نذر گون والاہاں، بہادر آباد، کراچی

## فهرست مضامین

| صفحہ | مضامین   | نمبر شمار |
|------|--|-----------|
| 5    | آگے بڑھنے کا فطری جذبہ                                 | 1         |
| 7    | صحابہ رضوانہ علیہم السلام کی ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش | 2         |
| 7    | کچھ حضرت عمر بن الخطاب کی آگے بڑھنے کی کوشش            | 3         |
| 8    | ہمارے دنیاوی مقابلے                                    | 4         |
| 9    | اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی میں آگے بڑھنے کا حکم        | 5         |
| 9    | کچھ اللہ سے تعلق کو پہچاننے کا ایک طریقہ               | 6         |
| 10   | نیکی میں سبقت حاصل کرنے کی برکات                       | 7         |
| 10   | • پہلی برکت: اللہ کا قرب حاصل ہونا                     | 8         |
| 11   | ○ صرف سبقت لے جانے کی خواہش نے اللہ کا مقرب بنادیا     | 9         |
| 11   | ○ حضرت مولیٰ علیہ السلام کا سبقت لے جانے کا جذبہ       | 10        |
| 12   | ○ دنیا کا بھی یہی دستور ہے                             | 11        |
| 13   | ○ تکبیر اولیٰ والی نماز کی فکر                         | 12        |
| 13   | ○ آج بھی اس جذبے سے سرشار لوگ موجود ہیں                | 13        |
| 14   | • دوسری برکت: دوسروں کے لئے نمونہ بن جانا              | 14        |
| 15   | ○ امر یہیں عورت کا شوق عبادت                           | 15        |
| 16   | • تیسرا برکت: گناہوں سے محفوظ ہو جانا                  | 16        |
| 17   | ○ پوشیدہ گناہ چھوڑ دو                                  | 17        |
| 17   | ○ نیکی کے جذبے سے گناہ والے جذبے کا خاتمه              | 18        |

| نمبر شمار | مضامین  | صفحہ |
|-----------|---|------|
| 19        | ○ اللہ والے سے بیعت نے اس جذبے کو زندہ کر دیا | 18   |
| 20        | ● چوتھی برکت: مخدوم بن جانا                   | 20   |
| 21        | ○ بے مثال جذبہ                                | 20   |
| 22        | ○ آگے بڑھنے کے جذبے نے مخدوم بنادیا           | 23   |
| 23        | ○ پانچویں برکت: دنیا کے غموں سے نجات مل جانا  | 24   |
| 24        | ○ گناہ گار بھی نیکی میں آگے بڑھ سکتے ہیں      | 25   |
| 25        | ○ پچھے رہنے والوں کو ندامت آگے بڑھادیتی ہے    | 25   |

میرا غفلت میں ڈوبادل بدل دے                                  ہوا حرص والا دل بدل دے  
 کرم فرما خدا یا دل بدل دے                                  بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے  
 بدل دے میرا رستہ دل بدل دے                                  گناہ گاری میں کب تک عمر کاٹوں  
 مزہ آہبائے مولا دل بدل دے                                  سنوں میں نام تیرا اڈھر کنوں میں  
 بس اتنی ہے تمبا دل بدل دے                                  تیرا ہو حباؤں اتنی آرزو ہے  
 جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے                                  ہٹا لوں آنکھ اپنی ماسوا سے  
 تو دیکھے مسکرا کر دل بدل دے                                  جو تیرا سامنا ہو روزِ محشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَىٰ وَسْلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ : أَمَّا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَا تِبْكُمُ اللَّهُ يَعْلَمُ بِهِمْ يَعْلَمُ بِهِمْ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَىٰ الْمَرْسَلِينَ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ أٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ أٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ أٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## آگے بڑھنے کا فطری جذبہ

ہر انسان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔

اسی لئے جس شعبۂ زندگی سے انسان تعلق رکھتا ہے اپنے ہم عصر لوگوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مومن اس آگے بڑھنے کے جذبے کو صحیح طریقے سے استعمال کرے۔

صحیح طریقے سے استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس جذبے کی تو انا یوں کو دنیا کی طرف لگانے کے بجائے اس کے ذریعے نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں حکم فرمادیا

فَآسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَا تِبْكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا<sup>(۱)</sup>

**ترجمہ:** تم سبقت حاصل کرو نیکیوں میں تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو اکھٹا کرے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں مقابلہ نہیں بلکہ دین میں مقابلہ مطلوب ہے

حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

إِنَّظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ<sup>(۲)</sup>

تم دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھو۔

یعنی دنیا کے معاملے میں اگر نیچے والے کو دیکھو گے تجویز دنیا اللہ نے تمہیں دی ہو گی اس پر اللہ کا شکر ادا کرو گے۔ دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو گے تو اپنے آپ کو کم پاؤ گے اور سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرو گے، مقابلہ کرنے کی

کو شش کرو گے اور جذبہ دکھانے کی کوشش کرو گے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کے کلام سے بھی پہنچلتا ہے کہ انسان نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور نبی ﷺ کے مبارک فرمان سے بھی یہی پہنچلتا ہے کہ انسان نیکی میں سبقت حاصل کرے۔ مگر افسوس کہ آج ہم دنیا کے معاملے میں خوب مقابلہ کرتے ہیں اور اگر کسی کے پاس ہم سے زیادہ دنیا ہے تو پریشان ہوتے ہیں اور روتے ہیں اور اگر کسی کے پاس ہم سے زیادہ دین ہے تو ہمیں فرق نہیں پڑتا۔

## صحابہ کرام ﷺ کی ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش

صحابہ کرام ﷺ کی بنائی ہوئی بہترین جماعت تھی، آپس میں بڑی محبت تھی، ایک دوسرے کا بہت لحاظ تھا، اپنے اوپر دوسرے کو فوکیت دیتے تھے حتیٰ کہ میدانِ جنگ ہوتا، آخری وقت ہوتا اور پیاس سے پورا جسم خشک ہو جاتا تھا، اس وقت اگر پانی کا ایک گھونٹ میسر ہوتا تو ایک صحابی دوسرے کی طرف اشارہ کر دیتے تھے کہ مجھے نہ دو اسے زیادہ ضرورت ہے۔ اتنی محبت اور ایثار کے باوجود نیکی کے معاملے میں مقابلہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جلیل القدر صحابہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آگے ہٹائی گئی کوشش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ میرے پاس کافی مال تھا میں نے سوچا کہ آج میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے آدھا مال صدقہ کیا۔

نبی ﷺ نے پوچھا کہ اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ اس کے برابر چھوڑا ہے (یعنی آدھامال لے کر آیا ہوں اور آدھامال اہل خانہ کے لئے چھوڑا ہے)۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے کر تشریف لے آئے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں (یعنی اہل خانہ کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور سارا مال لے کر حاضر ہوا ہوں)۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فرمانے لگے:

وَاللّٰهُ لَا أَشِقُّهُ إِلٰى شَيْءٍ إِلَّا بَدَأَ<sup>(1)</sup>

**ترجمہ:** اللہ کی قسم میں (ابو بکر) کے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہیں کروں گا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیوانہ وار ایک دوسرے کے ساتھ دین کے کاموں میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دنیا کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

## ہمارے دنیاوی مقابلے

یہ کہنا بالکل غلط ہو گا کہ بس مرد ہی دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ عورتیں بھی اس مقابلے میں کچھ پیچھے نہیں۔ آج کی عورتیں تو کہتی ہیں کہ میرا گھر فلاں سے بہتر ہو، میری گاڑی فلاں سے بہتر ہو، میرے کپڑے فلاں سے بہتر ہوں، میرے زیورات فلاں سے بہتر ہو وغیرہ اور جب ایسا نہیں ہوتا، یہ شوق پورے نہیں ہوتے اور اس دنیا

❶ سنن الترمذی - المناقب (3675)، سنن أبي داود - الزکاة (1678)

میں سبقت نہیں ملتی تو پھر غم کھاتی ہیں اور روتی ہیں۔

آج شاید ہی کوئی ایسی عورت ہو جو یہ چاہتی ہو کہ میری نماز فلاں سے بہتر ہو جائے، میری تہجد کی پابندی فلاں سے بہتر ہو جائے، میری قرآن کی تلاوت فلاں سے بہتر ہو جائے، میرا تقویٰ اس سے بہتر ہو جائے اور میری اتباع سنت فلاں سے بہتر ہو جائے۔ یہی تودہ شوق ہیں جو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔  
اسی کو کہتے ہیں **فَاسْتِيْقُوا الْخَيْرَاتِ** نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ۔

**اللَّهُ تَعَالَى كِي طرف سے نیکی میں آگے بڑھنے کا حکم**  
یہ نیکی میں آگے بڑھنا کوئی اختیاری (optional) چیز نہیں کہ بڑھنا ہو گا تو بڑھ جائیگے اور نہیں بڑھے تو بھی ٹھیک ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا:  
**فَاسْتِيْقُوا الْخَيْرَاتِ**<sup>(۱)</sup> ترجمہ: تم نیکیوں میں سبقت لو۔  
یعنی اب نیکی کا معاملہ جہاں بھی آئے وہاں خوب مقابلہ بازی کرو اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

**اللَّهُ تَعَالَى سے نیکی کو بڑھانے کا ایک طریقہ**  
اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ اسکا اللہ کے ساتھ کیسا تعلق ہے تو وہ دیکھے کہ اسکا آگے بڑھنے والا جذبہ اور دوسروں سے سبقت لے جانے والا جذبہ کن کاموں میں خرچ ہو رہا

ہے۔ اگر تو یہ جذبہ دین کے کاموں میں، نیکیوں میں اور عبادت میں لگ رہا ہے تو سمجھ جائے کہ اللہ سے محبت والا تعلق ہے اور اگر یہ جذبہ دنیاوی کاموں میں لگ رہا ہے تو یہ پریشان ہونے کی بات ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری اللہ سے دوری ہے۔ اس لئے کہ جو اللہ سے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی نیکیوں میں اور نیک کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو دور ہوتا ہے اسے نیکیوں کی فکر نہیں ہوتی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے نیکی میں آگے بڑھنے کے اندر ہی برکات رکھی ہیں۔

## نیکی میں سبقت حاصل کرنے کی برکات

ہم جتنی زیادہ ہمت کریں گے نیکی میں آگے بڑھنے کی اتنی زیادہ اسکی برکت کو محسوس کریں گے۔ چنانچہ اب اس کی چند برکات ذکر کی جائیں گی۔

لَهُ مَا كَانَ مِنْهُ وَمَا لَهُ مِنْ حِلٍ لَّهُ الْعَزِيزُ الْغَنِيُّ عَنِ الْعِزَّةِ

اس کی پہلی برکت یہ ہے کہ انسان اللہ کا مقرب بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَالسَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقْرَبُونَ ۝<sup>(1)</sup>

تَرْجِيمَةٌ : اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔

یہ جو سبقت کرنے والے ہیں، آگے سے آگے بڑھنے والے ہیں، یہی تو میرے

مقرب ہیں، یہی تو میرے چاہنے والے ہیں، انہی پر تو اللہ کی رحمت کی نگاہ پڑتی ہے۔

حَسْنَةٍ سَيِّئَةً لَهَا عَلَى الْجَنَاحَيْنِ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک لوہاران کے گھر کے سامنے رہتا تھا جو صبح سے شام تک لوہا کو شارہتا تھا۔ بڑا مشکل اور بہت ہی مشقت والا کام تھا۔ رات کو جب تھکا ہوا گھر پر آتا، کچھ کھاتا پیتا اور بستر کی طرف جاتا تو اس کے نگاہ سامنے والے گھر پر پڑتی اور دیکھتا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے نوافل کے لئے کھڑے ہو چکے ہیں اور اب انہوں نے پوری رات اللہ کے سامنے عبادت کرنی ہے۔ وہ لوہار ہر وقت کڑھن میں رہتا کہ کاش پورے دن میں اتنی مشقت نہ کرتا اور اتنا تھکا ہوا نہیں ہوتا تو اس وقت حضرت کی طرح میں بھی پوری رات کھڑا ہوتا۔ یعنی نیکی میں سبقت حاصل کرنے کا شوق ضرور تھا مگر مجبور تھا اس لئے اس شوق کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ لوہار فوت ہو گیا، کسی نے اس لوہار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیر اکیا بنا؟ لوہار نے کہا کہ اللہ نے رحمت کی نگاہ فرمادی اور مجھے وہی مقام دیا جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیا (اللہ اکبر)۔ اسکی وجہ یہی بنی کہ لوہار کے دل میں ترپ تھی اور ایک جذبہ تھا کہ وہ بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عبادت کرے اور نیکیوں میں آگے بڑھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف سبقت لے جانے والا جذبہ بھی اللہ کا مقرب بنا دیتا

ہے

حَسْنَةٍ سَيِّئَةً لَهَا عَلَى الْجَنَاحَيْنِ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ

مولیٰ ہماری طرف آؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی مگر چل کے جانے کے بجائے دوڑ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے مولیٰ کیوں دوڑ کر آ رہے ہو؟ عرض کیا کہ اے اللہ تجھے راضی کرنے کے لئے دوڑ کے آ رہا ہوں۔ تو دیکھئے اللہ کے نبی ہیں مگر سبقت لے جانے کا پھر بھی ایسا شدید جذبہ۔ اسی طرح اللہ کے مقریبین کی بھی یہی صفت ہوتی ہے کہ وہ اس جذبے میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

دِیکھ لانا گنجائیں ہیں اس سینکڑے ہے

آپ دیکھ لیں کہ آج دنیا کے معاملہ میں اگر کوئی بندہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے ہر طرح سے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ بھی کوشش کرتا ہے کوئی مجھ سے زیادہ اسے خوش نہ کر پائے۔ جیسے کہ بیوی چاہتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور میرے خاوند کو خوش نہ کر سکے تو وہ خوب خدمت کرتی ہے اور اسے خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں محبت کا تعلق ہوتا ہے۔

یہی جذبہ جب دین کی طرف لگتا ہے تو انسان کو نیکیوں پر کھڑا کر دیتا ہے کیونکہ اسے اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے اور وہ بس یہی چاہتا ہے کہ میں کسی طرح سے اللہ کو خوش کر سکوں۔ محبت کے انداز بھی یہی ہیں۔

کسی شاعر نے کہا کہ

۶      محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن  
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے  
محبت کے انداز ہیں سب پرانے

خبردار ہوا س میں جدت نہیں ہے

تکلیف کر اکلی اکلی شکار لگی تکلیف

چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی عَلَيْهِ السَّلَامُ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں ایک بہت بڑے جلسے میں دعوت دی گئی۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور بہت بڑے اللہ والے ہیں۔ جب جلسہ ختم ہوا اور مغرب کی اذان ہوئی تو حضرت استیحی سے اتر کر جلسہ گاہ کے برابر واقع مسجد کی طرف جانے لگے۔ درمیان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا ہجوم تھا اور ہر کسی کی یہی خواہش تھی کہ حضرت سے مصافحہ ہو جائے۔ جب اس ہجوم سے نکل کر مسجد پہنچنے تو پہلی رکعت مکمل ہو گئی تھی اس لئے دوسری رکعت سے جماعت میں شامل ہوئے۔ امام صاحب نے جب سلام پھیرا تو آپ نے اپنی رکعت مکمل کی اور سلام پھیرنے کے بعد آپ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ آج سترہ سال بعد پہلی مرتبہ تکبیر اولی قضاۓ ہوئی ہے۔ نیکی میں سبقت لے جانے کی ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

آج ہجی ماں چند ہے سے سر شکار لے گ سر جو ڈھنیں

کچھ دن پہلے ایک جانے والے کا ایک پیغام (sms) آیا کہ کل رات میری تہجد چھوٹ گئی۔ میں نے تفصیل اسکا جواب دیا کہ جب رات میں دیر ہو جائے تو آپ سونے سے پہلے ہی نفلوں کو پڑھ لیا کریں اس لئے کہ یہ صحابہ کرام رض کا طرز رہا ہے اور ہمارے اکابرین نے بھی اس پر عمل کیا کہ رات اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے دیر ہو جاتی اور فخر

میں وقت تھوڑا ہوتا تو تہجد کی نفلیں سونے سے پہلے پڑھ کر سو جاتے۔ انہوں نے آگے سے لکھا کہ میں نے سونے سے پہلے نفلیں پڑھی تھیں تو میں نے پھر جواب دیا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی تہجد قضا ہوئی بلکہ آپ کی تہجد تو ہو گئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہاں یوں تو میری تہجد ہو گئی مگر میں صحیح اٹھ کے روایا بہت ہوں۔ یہ پڑھ کر میرے دل میں بات آئی کہ اصل میں آپ اس لئے روانے، کہ دل میں آگے بڑھنے کا جذبہ ہے اور مجھے یہ فاستِبِقُوا النَّيْزِتِ کی زبردست مثال لگی۔

تو اللہ والوں کی نشانی ہے کہ وہ سبقت لینے کی کوشش کرتے ہیں، آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی پہلی برکت یہ ہے کہ انسان اللہ کے مقربین میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور برکت نہیں ہو سکتی۔

دوسرا یہ گفتہ دوسرا دل گئیجے عکوئہ (Role Model) ہے جتنا دوسرا یہ ہے کہ جو نیکی میں سبقت لے جاتا ہے وہی دوسروں کے لئے نمونہ بتتا ہے اور وہی رول ماؤں بتتا ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ انسان خود عمل نہ کرے، خود نیکی کا جذبہ نہ رکھے اور وہ دوسروں میں نیکی کا جذبہ ڈال دے۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ

(جولیڈر ہوتا ہے وہی رفتار قائم کرتا ہے) The leader sets the pace تو جس کی رفتار سب سے تیز ہوتی ہے اسی کو رول ماؤں اور لیڈر بنایا جاتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ذریعے سے لوگوں کو نصیحت حاصل ہو اور لوگ نیکی پر آئیں، چاہے وہ گھروالے کیوں نہ ہوں، تو پہلے اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرنا ہو گا کہ ہم خود دیوانہ وار

اللہ کے عاشق بن جائیں۔ پھر دیکھیں دوسروں میں خود بہ خود نیکی کے جذبے پیدا ہوں گے۔

اسر لیکن حکیورت گاٹھوئی عجلات

ہمارے حضرت خلیفۃ الرسولؐ خود واقعہ سناتے ہیں کہ امریکہ کی ایک ریاست Seattle میں جانا ہوا۔ وہاں ایک مسجد میں بیان ہوا اور اسکے بعد وہاں کے امام صاحب نے کہا کہ حضرت یہاں کی ایک نو مسلم امریکین خاتون ہے جو آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہ رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وقت تو بہت تھوڑا ہے اور آگے بھی بیان ہے اس لئے ابھی اس سے مغفرت کر لیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اس عورت سے ملاقات بہت ضروری ہے تو حضرت نے پوچھا کہ کیوں ضروری ہے؟ امام صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ عورت اس علاقے کی تمام مسلمان خواتین کے لئے روں ماذل بنی ہوئی ہے۔ اگر آپ اس کو تھوڑا وقت دے دیں گے تو اس کا ذہن اور صاف ہو جائے گا اور اس سے دین کا کام مزید پھیلے گا

حضرت بڑے حیران ہوئے کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے مسلمان ہوئی ہے اور سب کے لئے روں ماذل بنی ہوئی ہے۔ تو پوچھا کیوں روں ماذل بنی ہوئی ہے؟ جواب دیا کہ حضرت یہ عورت پانچوں وقت کی نماز کو اتنے اہتمام سے پڑھتی ہے کہ اس نے نماز کے لئے نئے نئے اور خوبصورت کپڑے بنائے ہوئے ہیں کہ میں اپنے اللہ کے سامنے اپنے لباس میں کھڑی ہوں اور اتنے خشوع و خضوع کے ساتھ اور اتنی اللہ کی محبت میں ڈوبی ہوئی نماز میں پڑھتی ہے کہ ہر نماز میں ایک ایک گھنٹہ اسے لگ جاتا ہے۔ اس کے ذوق

عبدات کو دیکھ کر عورتوں کا دل اس کی طرف کھینچتا ہے اور سب کہتی ہیں کہ ہم نے اس کے جیسی بننا ہے۔ اسکی وجہ یہی بُنی کہ اس نے نیکی کی راہ میں دوسرا عورتوں سے زیادہ قدم بڑھایا اس لئے یہ ان کے لئے روں ماؤں بن گئی۔

قابل غور بات ہے کہ جتنے بھی اللہ والے مثال (Role Model) بنے ہوئے ہیں اور جن کی طرح ہم بننا چاہتے ہیں وہ اسی لئے (Role Model) ہیں کہ وہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں اور جسے یہ سبقت حاصل ہوتی ہے تو دوسروں کو یہ کہنا نہیں پڑتا کہ یہ نیکی کرو اور یہ نیکی بھی کرو بلکہ ایسے بندے کو دیکھ کر نیکی کرنے کا دل چاہتا ہے۔

**تَنْسِیْرِیٰ ہے گرت، گناہوں سے سُکْلَتُ عَلَى رَبِّ الْجَنَّاتِ**

اس سبقت لے جانے کی تیسری برکت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ گناہوں سے پاک ہونا بہت ضروری ہے۔ آج تو ہمارا یہ حال ہے کہ کبھی بد نظری کے گناہ میں ملوث، کبھی پیسے کے گناہ میں ملوث، کبھی غلط تعلق کے گناہ میں ملوث، کبھی غصے کے گناہ میں ملوث اور کبھی غیبت کے گناہ میں ملوث۔ جبکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی گناہوں سے پاک ہو۔ اللہ رب العزت نے حکم فرمادیا:

**وَذَرْوَا ظَاهِرًا إِلَيْمٌ وَبَاطِنَةً<sup>(۱)</sup>**

**تَرْجِمَةٌ:** اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔

یعنی نظر آنے والے جو گناہ کرتے ہو وہ بھی چھوڑ دو اور جو گناہ دوسروں کو نظر

نہیں آتے وہ بھی چھوڑ دو۔ نظر آنے والے گناہ چھوڑنا پھر بھی آسان لیکن نظر نہ آنے والے گناہ کا چھوڑنا تو دور کی بات، اپنے اندر خود سے identify کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ اصل مومن وہ ہے کہ جوان دونوں قسم کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

لپو شیشیدہ گلہا چھوڑ دے

حضرت عمر بن عبد العزیز رض اس امت کے وہ خلیفہ گزرے ہیں جو بادشاہ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ولی بھی تھے ایک دفعہ ان کے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ نصیحت کر دیں۔ اپنی اصلاح کی اتنی فکر تھی کہ اتنے بڑے ولی اور بادشاہ ہونے کے باوجود ان سے کہا کہ حضرت مجھے نصیحت کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بس ایک ہی نصیحت فرمائی کہ پوشیدہ گناہ چھوڑ دو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہیں ظاہر میں تو اللہ کا دوست سمجھیں اور حقیقت میں تم اللہ کے دشمنوں والے کام کر رہے ہو۔ ایسا کرو گے تو یہ منافقت ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہو گا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر بن عبد العزیز رض کے آنسو جاری ہو گئے اور روتے روتے داڑھی تر ہو گئی۔

نیکی کے چڑے سے گلہا دالے چڑے گائیں

تو مومن کے لئے ہر قسم کے گناہ چھوڑنا بڑا ہدف ہے۔ اس ہدف کو achieve کرنے کے لئے دل میں یہ جذبہ پیدا کرنا ہو گا کہ نیکی میں آگے بڑھنا ہے۔ اس لئے کہ جب یہ پیدا ہو گا تو گناہ والا جذبہ کم ہوتا جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ یہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ اسی لئے تو بزرگوں نے یہ کلام لکھا:

۶ ہوا و حرص والا دل بدل دے      میرا غفلت میں ڈوبادل بدل دے  
گناہ گاری میں کب تک عمر کاٹوں      بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

اللّٰہُ عَلٰی سَمِعٍ مُّبِينٍ لَّئِنَّ اَشْرَكَهُ بَلِّيْلٌ

ہمارے حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملتان میں بیان کے بعد لوگوں نے بیعت کی۔ بیعت کرتے وقت میں نے دو بندوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے کہ بھائی تم بھی بیعت کرلو اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے نہیں کرنی۔ بہر حال حضرت نے جب دیگر لوگوں کو بیعت کر لیا تو کچھ دیر بعد یہ دونوں حضرت کے پاس آئے اور ایک نے کہا کہ حضرت یہ میرا بھائی ہے، میں اس سے کہہ رہا تھا کہ تم بھی حضرت سے بیعت ہو جاؤ اور یہ منع کر رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بیعت ہونا تو ایک Individual Choice ہے، اگر وہ نہیں کرنا چاہ رہا تو آپ کو اسے Force نہیں کرنا چاہیے۔ تو وہ جو بیعت نہیں ہونا چاہ رہا تھا خود کہنے لگا کہ حضرت بات اصل میں یہ ہے کہ میرے بیعت ہونے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے کیونکہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا مطلب؟ اس نے کہا کہ حضرت میں پولیس انسپکٹر ہوں اور میری زندگی بہت زیادہ گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ جو گناہ آپ سوچ سکتے ہیں، وہ گناہ میں کرتا ہوں۔ اب بتائیے کہ اتنے گناہ گار بندے کو بھی بیعت کا کوئی فائدہ ہو گا؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہر بندے کو بیعت کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب بندے بیعت کرتا ہے تو اللہ سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

مَكْتَبَةُ الْفَقَيْدِ

اللَّائِبُ مِنَ الدَّنْبِ كَمَنْ لَدَنْبِ لَهَ<sup>(۱)</sup>

**تَرْجِمَةً :** جس نے گناہوں سے توبہ کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ اس بات کا انسپکٹر صاحب کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے بیعت بھی کی اور توبہ تائب بھی ہوئے۔ اس بیعت کی وجہ سے اور اس اللہ والوں کی صحبت کی وجہ سے اب نیکی میں آگے بڑھنے کا کچھ جذبہ پیدا ہوا۔

ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ چار پانچ ماہ بعد اسی مسجد میں پھر بیان تھا۔ عصر کی نماز کا وقت تھا اور میں نماز سے کچھ دیر قبل مسجد پہنچ گیا۔ ابھی میں بیٹھا انتظار ہی کر رہا تھا کہ کوئی آیا اور مجھے پیچھے سے گلے لگالیا۔ میں بڑا جیران ہوا کہ بھلا میرا کوئی اتنا بے تکلف جانے والا بھی اس شہر میں ہے جو میرے ساتھ اس طرح کرے۔ میں نے بڑی حرمت سے پیچھے دیکھا تو وہ انسپکٹر صاحب تھے۔ میں نے کہا انسپکٹر صاحب آپ؟ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ حضرت انسپکٹر تو اسی دن مر گیا تھا جس دن توبہ کی تھی اب تو آپ کا غلام حاضر ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس کے چہرے پر سنت بھی آگئی تھی۔ میں نے اس سے احوال پوچھے۔ اس نے کہا کہ حضرت میں کبھی نماز نہیں پڑھتا تھا الحمد للہ اب پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ پھر کہنے لگا کہ حضرت اللہ نے تہجد کی پابندی بھی دے دی ہے۔ اب میں تہجد پڑھ کے جلدی مسجد چلا جاتا ہوں اور پہلے پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ میں اذان دوں اور اب الحمد للہ اپنی مسجد میں فجر کی اذان میں دیتا

ہوں

تو پتہ چلا کہ جو نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا اس کا یہ گناہوں والا جذبہ اب نیکی میں آگے بڑھنے والے جذبے میں تبدیل ہو جائے گا۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ دل کے اس نیک جذبہ کی برکت سے گناہوں کے دل دل سے پوری طرح باہر نکل آئے گا۔ اللہ والوں کی صحبت میں جا کر یہ جذبہ خود پیدا ہوتا ہے اور اس کی برکت سے انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

**بَلْ مُّنِیْکَ مِنْ مُّقَابِلَةِ نَبِیِّنَ**  
اس کی ایک برکت یہ ہے کہ جس کو نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مخدوم بنادیتے ہیں۔ مخدوم اسے کہتے ہیں جس کی خدمت کرنے کے لئے لوگ ہر وقت تیار ہوں اور اپنے دل کی خوشنی سے اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں۔

ہمارے مشاتخ نے فرمایا کہ تین باتیں پتھر پر لکیر کی مانند ہیں۔  
**كَفَرَ** ایک تو یہ کہ جو شخص اللہ سے جتنی محبت کرے گا مخلوق اس سے اتنی ہی محبت کرے گی۔

**كَفَرَ** دوسرا جو شخص اللہ کی جتنی عبادت کرے گا مخلوق اس کی اتنی ہی خدمت کرے گی۔

**كَفَرَ** اور تیسرا فرمایا کہ جو شخص اللہ سے جتنا زیادہ ڈرے گا مخلوق اس سے اتنا زیادہ ڈرے گی اور اتنا ہی مخلوق پر اس کا رب ہو گا۔

ہمارے مشاتخ نے یہ بھی فرمایا کہ جو خادم بناؤہ کل کو مخدوم بناؤ اور جو اپنے آپ کو دیکھتا رہا وہ محروم بن۔ تو جس کے اندر یہ نیکی میں سبقت حاصل کرنے کا جذبہ ہو اللہ تعالیٰ اسے مخدوم

بنا دیتے ہیں۔

لے سیکھاں چکر بھے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ سراج الدین عَزَّوَجَلَّ ان کا ایک خادم تھا جس کا نام توفیق علی تھا مگر لوگ اسے پھٹو کہتے تھے۔ یہ پھتو نہ تو پڑھا لکھا تھا اور نہ ہی اسے کوئی ہنر آتا تھا، بس صحیح شام حضرت کی خدمت میں لگا رہتا تھا۔ پھتو کی یہ خصوصیت تھی کہ اسے اللہ والوں سے بے انہما محبت تھی اور ساتھ ہی نیکی اور دین کی خدمت کا شدید جذبہ تھا۔ حضرت جو کام اسے کہہ دیتے وہ دیوانہ وار اس میں لگ جاتا۔ حضرت سب کے ذمے کوئی کام لگاتے تو پھتو سب سے بڑھ چڑھ کر وہ کام کرتا۔ حضرت کبھی فرمادیں کہ لکڑیاں جمع کر کے لے آؤ تو وہ سب سے زیادہ لکڑیاں لے کر آتا۔ تو اس میں دوسروں سے آگے بڑھنے کا جذبہ تھا۔

حضرت کی اپنے زمین تھی جس کا ایک حصہ خانقاہ کے لئے وقف تھا اور باقی حصے پر کاشت ہوتی تھی۔ وہاں ایک پہاڑ تھا جس کی وجہ سے پانی زمین میں آ جاتا اور زمین قابل استعمال ہی نہ رہتی۔ پھتو نے سوچا کہ یہ پہاڑ اگر ایک طرف سے کاٹ دیا جائے تو پانی کا رخ بدل جائے گا اور حضرت کی زمین قابل استعمال ہو جائے گی۔ اس نے جا کر حضرت کو اپنا خیال بتایا۔ حضرت بھی مسکرا پڑے اور فرمایا کہ پہاڑ کون کاٹے گا؟ اس نے کہا کہ حضرت میں کاٹوں گا۔ حضرت نے یہ جذبہ دیکھا تو کہا کہ چلو ٹھیک ہے کوشش کرو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ اب پھتو صاحب نے اپنا کداں اٹھایا اور پہاڑ کاٹنے چل پڑے۔ پھتو کے پیر بھائی ہنتے کہ پھتو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ بھلا پہاڑ بھی کبھی کسی نے کاٹا ہے؟ پر پھتو صاحب اپنی دھن میں مگن دن رات پہاڑ کاٹنے میں مصروف، اس جذبہ کے ساتھ کہ میرے

حضرت کی زمین قابل استعمال ہو جائے گی۔ اللہ کی شان کچھ عرصے بعد واقعی وہ دن آیا کہ پہاڑ کٹ گیا اور پانی کا رخ دوسری طرف چلا گیا۔ تو جس کام پر حضرت کے باقی مریدین ہستے تھے وہ کام پھتو نے اپنے جذبے کی وجہ سے کردکھایا اور یہ کام دیکھ کر حضرت بھی بہت خوش ہوئے۔

اب جب زمین قابل استعمال ہو گئی تو حضرت نے مہماںوں کے لئے کچھ کمرے بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت چاہتے تھے کہ جو لوگ اللّٰہُ اکبرُ کرنے آتے ہیں وہ ان کمروں میں ٹھہر جائیں۔ اس کام میں بھی پھتو پیش پیش تھا۔ بہت سارے مستری اور مزدور بھی تھے مگر علاقے میں گرمی بہت زیادہ تھی اور کام کرنے کے اوقات ظہر سے پہلے کے تھے۔ پورے علاقے میں یہی معمول تھا کہ ظہر سے عصر تک گرمی کی وجہ سے سب اپنے اپنے گھروں میں آرام کرنے چلے جاتے تھے۔ تو مستری اور مزدور بھی اس وقت میں آرام کرتے پھر عصر کے بعد کام شروع ہوتا تو دیر تک چلتا رہتا۔ مگر پھتو کے جذبے کو یہ گرمی ٹھنڈا نہیں کر سکتی تھی۔ ہوتا یہ کہ ظہر سے عصر تک سارے سوئے ہوتے اور پھتو صاحب گارا تیار کر لیتے تاکہ جب سب عصر میں اٹھیں گے تو گارا تیار ملے گا اور کچھ وقت بچ جائے گا۔

وہاں سب میٹھی نیند سور ہے ہوتے اور یہاں پھتو صاحب گارے کے اندر خوب (jump) چھلانگیں لگا رہے ہوتے اور خوب اچھی طرح مٹی میں لدے ہوئے ہوتے۔ ایک دفعہ گارا بنا رہے تھے کہ حضرت اپنے کمرے سے باہر نکلے تو حضرت کی نگاہ گیلری سے اس منظر پر پڑی کہ سارے سور ہے ہیں اور پھتو صاحب گارے کے اندر چھلانگیں لگا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ایک خادم کو کہا کہ جاؤ پھتو کو کہو کہ میرے پاس آئے۔ اب پھتو کو

خادم جب بتانے گیا کہ بھائی حضرت تمہیں بلا رہے ہیں تو پھتو کو یہ لگا کہ کہیں میں نے کوئی غلطی کر دی ہے اور حضرت ناراض ہیں تو بڑا پریشان ہوا اور اس سے کہا کہ حضرت سے کہہ دو کہ میرے اوپر تو گارا اور مٹی لگی ہوئی ہے اس لئے میں ابھی نہیں آسکتا۔

خادم نے حضرت کو پھتو کا یہ جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے کہو کہ جس حالت میں ہے، اسی حالت میں یہاں آئے۔ اب جب یہ جا کر کہا تو پھتو اور زیادہ ڈر گیا کہ میں نے کوئی غلطی کر دی ہے اور اب مجھے ڈانٹ پڑنی ہے۔ تو بڑا ڈرتے ڈرتے اسی حال میں حضرت کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے جیسے ہی اسے دیکھا اپنے سینے سے لگایا اور پچھے دیر بعد چھوڑ کر فرمایا کہ پھتو اللہ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا کہ اب تجھے اجازت و خلافت دے دینی چاہئے۔ اب میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ تو جا اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھا۔ پھتو پہلے توحید ان ہوا اور پھر رونے لگا کہ حضرت میں نہ تو پڑھا لکھا ہوں اور نہ ہی میں نے قرآن پڑھا ہے۔ میرے پاس تو صرف آپ کی خدمت ہے اور یہی میرا کل سرمایہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے دل میں اللہ نے یہ بات ڈالی ہے اور میرا دل بالکل مطمئن ہے اس بات پر کہ تواب لوگوں کو اللہ اللہ سکھائے۔

ایک دو دن یوں روتے روتے گزرے پھر پھتو نے دل میں یہ نیت کر لی کہ حضرت نے اجازت تو دے دی ہے مگر میں نے کہیں نہیں جانا اور یہیں لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ مگر جب بندہ دین کے اندر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس جذبے کو بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت آیا کہ پھتو نے وعظ و نصیحت کرنا شروع کی اور جو کچھ حضرت کے بیانات میں سنا تھا وہی دھرا دیتا تو ایسا اثر کرتی یہ باتیں کہ لوگوں کی زندگیاں بدل جاتیں اور وہ دین کی طرف آجاتے۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے پھتو کو سائیں

فتح علی کہنا شروع کر دیا۔

آگے بڑھنے کے بعد یہ کے بعد دام بنا دیا

حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب حَفَظَ اللّٰهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک بار ج کے موقع پر مدرسہ صولتیہ میں علماء پاک و ہند کے رہنے کا انتظام تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں دو سو (200) علماء کو بستروں پر نیچے لیٹے ہوئے دیکھا۔ بستروں کے درمیان ایک چارپائی تھی۔ یعنی سارے علماء نیچے تھے اور ایک شخص اوپر چارپائی پہ آرام کر رہا تھا۔ میں قریب پہنچا تو یہ دیکھا کہ چارپائی پر سائیں فتح علی تھے اور علماء ان کی خدمت میں مصروف تھے۔ تو یہ اس سبقت لے جانے کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخدوم بنادیا۔

بِیکی میں آگے بڑھنے کی ایک اور برکت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے غنوں سے نجات دلا دیتے ہیں۔ آج ہم نے اس دنیا کو اپنا غم بنایا ہوا ہے۔ یعنی آخرت کی تیاری چھوڑ کر ہم دنیاوی چیزوں میں مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًا وَاحِدًا كَفَاهُ اللَّهُ هَمَ دُنْيَاكُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتِ بِهِ الْهُمُومُ لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَةِ الدُّنْيَا هَلَكَ<sup>(1)</sup>

❶ المستدرک على الصحيحين للحاکم (2/481)

**ترجمہ:** جس نے آخرت کو اپنا غم بنایا اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے دیتے ہیں اور جس نے دنیا کو اپنا غم بنایا اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کس گھائی میں جا کر ہلاک ہو جائے۔

تو پتہ چلا کہ اللہ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں جو دنیا کہ پیچھے بھاگے اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہوں وہ آخرت میں تو غم میں ہو گا ہی مگر اس دنیا میں بھی پریشانی اور غموں کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ تو عقل مندو ہی ہے جو نیکی میں مقابلہ کرے تاکہ اس کے ذریعے دنیا کے غموں سے نجات پالے۔

## گناہ گار بھی نیکی میں آگے بڑھ سکتے ہیں

ہمارے لئے یہ آگے بڑھنا بڑا مشکل ہے مگر اللہ کے لئے ہمیں بڑھانا بڑا آسان ہے۔ اگر ہم نیکی میں پیچھے رہ گئے تو اللہ کی رحمت ایسی ہے کہ اللہ نے توبہ کے دروازے پھر بھی کھل رکھے ہیں کہ میرے بندوں آؤ اور توبہ کرو۔ توبہ کرو گے تو یہ نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور دل کی دنیابدل جائے گی۔

## پیچھے رہنے والوں کو غرامت آگے بڑھادیتی ہے

معارف القرآن میں تین صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم وعلیهم السلام کا ذکر ہے جو ایک غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے عام اعلان کیا کہ سب شریک ہوں۔ اس غزوہ میں شرکاء کی تعداد دس ہزار تھی صحیح مسلم کی روایت کے مطابق

جو جہاد سے پچھے رہ گئے تھے ان میں تقریباً 80 منافقین اور تین مخلص انصاری صحابہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ تینوں اس غزوہ سے پہلے بیعت عقبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوہات میں شریک رہ چکے تھے مگر ان سے اس غزوہ میں نہ جانے کی لغزش ہو گئی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کی تیاری کے لئے اعلان فرمایا اسکے بعد سے ہر روز صبح گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلتے کہ آج میں بھی تیاری شروع کر دوں گا لیکن آج کل کرتے کرتے ہی دن نکل گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دوسرے صحابی حضرت مرارہ رضی اللہ عنہ کی نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ایک باغ تھا جس کا پھل اس وقت پک رہا تھا تو انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ تم نے اس سے پہلے بہت غزوہات میں حصہ لیا ہے اور اگر اس سال نہیں جاؤ گے تو کیا جرم ہو گا۔ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ تھا کہ ان کے گھروالے عرصے سے الگ تھے، اس موقع پر جب سب جمع ہو گئے تو یہ سوچا کہ اس جہاد میں نہ جاؤں بلکہ اہل و عیال کے ساتھ وقت گزاروں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ سے واپس تشریف لائے تو منافقین حاضر ہوئے اور جھوٹے عذر پیش کر کے جھوٹی قسمیں کھانے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری قول کو قبول کر لیا اور ان کے لئے دعاۓ مغفرت کی۔ یہ تینوں انصاری رضوانہ علیہما اللہ صحابہ بھی ایک ایک کر کے حاضر ہوئے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھوٹے عذر پیش نہ کئے بلکہ سچائی کے ساتھ اپنا اپنا پورا معاملہ بیان کیا اور اپنی غلطی کا بھی اعتذاف کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کو ایک ہی جواب دیا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ فرمادیں۔ دوسری

طرف اللہ کے نبی ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضویٰ جمیعؐ کو ان تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمادیا۔ اسکے بعد نہ کوئی ان سے کلام کرتا، نہ کوئی سلام کرتا اور نہ ہی کوئی انہیں سلام کا جواب دیتا۔ کچھ دن بعد نبی ﷺ نے بیوی سے علیحدگی کا حکم بھی دے دیا۔

ان حضرات کی دنیا ہی بدل گئی اور ہر کوئی اجنبی نظر آنے لگا۔ یہ تینوں ہر رات اپنی لغزش پر روتے اور اللہ کو مناتے۔ اپنے سب سے قریبی اور محبت کرنے والے دوست کے پاس جاتے تو وہ بھی بات نہ کرتا۔ ان کے پچاس دن یوں ہی گزرے۔ دن رات روتے اور اپنی لغزش کو یاد کر کے سوچتے کہ کاش پیچھے نہ رہے ہوتے تو اللہ کے نبی ﷺ اتنے ناراض نہ ہوتے اور نہ ہی ہمارے ساتھ یہ معاملہ پیش آتا۔

حضرت کعب رضویٰ فرماتے ہیں کہ ابھی پچاس دن مکمل ہوئے اور میں صحیح کی نماز پڑھ کر چھت پر بیٹھا تھا اور حالت یہ تھی کہ مجھ پر میری جان اور زمین باوجود وسعت کے تنگ ہو چکی تھی۔ اچانک اس وقت جبل سلع (ایک پہاڑ) سے ایک بلند آوازنائی دی۔ غور کیا تو یہ سیدنا صدیق اکبر رضویٰ کی آواز تھی اور کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ بلند آواز سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کعب رضویٰ کی توبہ قبول فرمائی، بشارت ہو۔ کعب بن مالک رضویٰ یہ آواز سننے ہی سجدے میں گر گئے اور خوشی سے آنسو بہنے لگے کہ تنگی کے دن ختم ہو گئے۔ اسی طرح باقی دونوں صحابہ کو نبی ﷺ نے توبہ قبول ہونے کا پیغام بھجوایا اور جب یہ تینوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ کے چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا ہے اور آپ ﷺ نے پھر خود ان کو براءت کی آیات کے نزول اور انکی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی۔

تو دیکھئے کہ وہ جو پیچھے رہ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا راستہ پھر بھی کھلار کھا، توبہ

کا دروازہ بند نہیں کیا اور جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے انہیں بشارت دینے کے لئے قرآن کی آیات اتار دیں اور ان کی غلطی کو معاف کر دیا۔ توجہ تک آخری وقت نہیں آتا تب تک توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔

ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ کے سامنے توبہ کریں، اپنے گناہوں پر معافی مانگیں اور آگے بڑھنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقریبین میں شامل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آگے بڑھنے کا جذبہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دُعَائَا نَأْنِي الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ